سیرت حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

:- تقریر :-

محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

بر موقع : جلسہ سالانہ قادیان دسمبر ۱۹۷۷ء

الناشر

ناظر دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان پنجاب بھارت

تعداد ۲۰۰۰ بار اوّل ۱۹۷۸ء

سیرت حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

تقریر

محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

بر موقع: جلسہ سالانہ قادیان دسمبر ۱۹۷۷ء

الناشر

ناظر دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان پنجاب بھارت

تعداد ۲۰۰۰ بار اول ۱۹۷۸ء

شبیہ مبارک حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء کو پنجاب کی ایک مقدس بستی قادیان میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۹۰-۹۱ء میں آپ نے دعویٰ فرمایا کہ آپ چودھویں صدی ہجری کے مجدّد اور وہ موعود مسیح و مہدی ہیں جس کے ظہور کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات موجود ہیں۔

پاکیزہ سیرت کے بارہ میں حضور کی تحدّی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ و مطہّر زندگی جو قریباً ۸۰ برس میں پھیلی ہوئی ہے روحانیت کا ایک ایسا گلزار ہے جو عشقِ الٰہی، عشقِ رسولِ عربی، محبّتِ اسلام اور اخلاقِ فاضلہ کے پھولوں سے بھرپور ہے۔ حضور کی زندگی کا ہر ورق اور ہر پہلو ہی حضور کی صداقت کا ثبوت ہے اور ہمارے لئے نمونہ اور مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے آپ کی پاک زندگی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ آپ نے اپنی زندگی کو جو ایک کھلی ہوئی کتاب کی حیثیت رکھتی تھی مخالفین کے سامنے بطور حجت پیش کیا ہے۔ اور مخالفین کو اس پر کسی پہلو سے بھی کوئی نکتہ چینی کرنے کی جرأت نہ ہوئی چنانچہ حضور فرماتے ہیں:-

(الف) "میں چالیس برس تک تم میں ہی رہتا رہا ہوں اور اس مدت دراز تک تم مجھے دیکھتے رہے ہو کہ میرا کام افتراء اور دروغ نہیں ہے۔ اور خدا نے ناپاکی کی زندگی سے مجھے محفوظ رکھا تو پھر جو شخص اس قدر مدتِ دراز تک یعنی چالیس برس تک ہر ایک افتراء اور شرارت اور مکر اور خباثت سے محفوظ رہا اور کبھی اس نے خلقت پر جھوٹ نہیں بولا تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ برخلاف اپنی عادت قدیم کے اب وہ خدا تعالےٰ پر افتراء کرنے لگا۔

(تریاق القلوب ایڈیشن دوم ص ۱۵۸)

(ب) "اب دیکھو خدا تعالےٰ نے اپنی حجت کو تم پر اس طور پر پورا کر دیا ہے کہ میرے دعویٰ پر ہزارہا دلائل قائم کر کے تمہیں موقعہ دیا ہے کہ تا تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے۔ خود کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے اور تم کوئی عیب افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افتراء کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا کون تم میں ہے؟ جو میری سوانح زندگی پر نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے جو اس نے ابتداء سے مجھے

تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے"۔

(تذکرۃ الشہادتین ص ۶۳)

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بچپن کے زمانے سے جانتے تھے مگر آپؑ کے دعویٰ کے بعد اشد ترین مخالف بن گئے حضورؑ کی پاکیزہ زندگی کے بارے میں یوں شہادت دیتے ہیں:۔

"مؤلف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کی رُو سے (واللہ حسیبہٗ) شریعتِ محمدیہ پر قائم و پرہیزگار و صداقت شعار ہیں"۔

(اشاعت السنۃ جلد ۷ شمارہ ۹)

"ہماری رائے میں یہ کتاب (براہین احمدیہ۔ ناقل) اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی ... ... اور اس کا مؤلف (حضرت مسیح موعودؑ۔ ناقل) بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے"۔

(اشاعۃ السنۃ جلد ۶ ص ۷)

سچ ہے:۔

اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَآءُ

سیرت مسیح موعودؑ کے دس نمایاں پہلو

اب میں وقت کی رعایت رکھتے ہوئے آپ حضرات کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ سیرت کے دس نمایاں پہلوؤں کے بارہ میں اختصار سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اندر ہمدردیٔ اسلام اور اشاعتِ دین کا بے پناہ جذبہ و ولولہ تھا۔

(۲) حضورؑ کو اپنے دعویٰ پر مکمل یقین و اعتماد اور اپنے خداداد مشن کی تکمیل پر کامل یقین تھا۔

(۳) حضورؑ کو اللہ تعالیٰ سے کامل محبت تھی۔

(۴) حضورؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بےنظیر عشق تھا۔

(۵) حضورؑ کو قرآن مجید سے خاص تعلق و عشق تھا۔

(۶) حضورؑ دوستوں سے نہایت ہی کریمانہ اور مشفقانہ اور مخالفوں سے عفو کا سلوک فرماتے تھے۔

(۷) حضورؑ مہمانوں کا اکرام فرماتے تھے۔

(۸) حضورؑ کو مخلوقِ خدا سے بڑی ہمدردی تھی۔

(۹) حضورؑ کے اندر غیر معمولی قوتِ قدسی اور مقناطیسی کشش تھی۔

(۱۰) حضورؑ نے اپنے سلسلہ کی ترقی کی بشارات سنا کر ایمانوں کو بڑھایا

حضرات! اب میں آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے مذکورہ دس پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے لئے حضورؑ کی زندگی کے کچھ واقعات اور آپؑ کی تحریرات کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ان سے حضورؑ کی مقدس شخصیت اُبھر کر سامنے آجاتی ہے۔ اور آپؑ روحانیت کا ایک پیکر اور اخلاقِ فاضلہ کا ایک مجسّمہ نظر آتے ہیں۔

امرِ اوّل:۔ ہمدردیٔ اسلام اور اشاعتِ دین کا بے پناہ جذبہ

اسلام کا دردانگیز نقشہ

جس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ اسلام کی کیا حالت تھی اس کا دردانگیز نقشہ حضورؑ کے الفاظ میں سُنیئے حضورؑ فرماتے ہیں:۔

بیکسے شُد دینِ احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کارِ خود با دینِ احمد کار نیست

ہر طرف سیلِ ضلالت صد ہزاراں تن ربود
حیف بر چشمے کہ اکنوں نیز ہم ہشیار نیست

اے خدا ہرگز مکن شاد آں دلِ تاریک را
آنکہ او را فکرِ دینِ احمد مختار نیست

(ب) ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

مردمِ ذی مقدرت مشغولِ عشرتہائے خویش
خرّم و خنداں نشستہ با بُتانِ نازنیں

عالماں را روز و شب باہم فساد از جوشِ نفس
زاہداں غافل سراسر از ضرورتہائے دیں

ایں دو فکرِ دینِ احمد مغزِ جانِ ما گداخت
کثرتِ اعدائے ملت قلّتِ انصارِ دیں

نیز فرمایا:۔

(۳) دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
اے مرے سُورج نکل باہر کہ مَیں ہوں بیقرار
فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد
کشتیٔ اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفیٰؐ
مجھ کو کر اے میرے سُلطاں کامیاب و کامگار
یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سُن لے پکار
میرے آنسو اس غمِ دل سوز سے تھمتے نہیں
دیں کا گھر ویران ہے اور دنیا کے ہیں عالی منار

اسلام کی اس دردانگیز حالت کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ کے حضور یوں دُعا گو ہیں ؎

دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے ٭ اے مرے سورج دکھا اس دیں کے چمکانے کے دن
پھر بہارِ دیں کو دکھلا دے مرے پیارے قدیر ٭ کب تلک دیکھیں گے ہم لوگوں کے بہکانے کے دن
ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ مرے اے ناخدا ٭ آ گئے اس باغ پر اے یار مرجھانے کے دن
تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو ٭ ورنہ دیں میّت ہے اور یہ دن ہیں دفنانے کے دن
اے خدا تیرے لئے ہر ذرّہ ہو میرا فدا ٭ مجھ کو دکھلا دے بہارِ دیں کہ مَیں ہوں اشکبار

حضورؑ کی بعثت

جب اسلام اس نازک دَور میں سے گذر رہا تھا تو اللہ تعالےٰ نے آپؑ کو ہی خدمتِ دین کے لئے چُنا اور فرمایا:۔
"اُٹھ کہ مَیں نے تجھے اس زمانہ میں اسلام کی حجّت پوری کرنے کے لئے اور اسلامی سچائیوں کو دنیا میں پھیلانے اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کے لئے چُنا۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۹۰)

اُمّید اور زندگی کا پیغام

تب آپؑ نے دنیا کو ایک اُمید اور زندگی کا پیام بدیں الفاظ دیا کہ
"مجھے خدا تعالےٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دینِ متینِ اسلام کی تجدید اور تائید

کے لئے بھیجا ہے تاکہ میں اس پُر آشوب زمانہ میں قرآن
کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں
ظاہر کروں اور ان تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملے کر
رہے ہیں ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علمِ لدنیہ
کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کیے گئے ہیں"
(برکات الدعا صفحہ ۱۳)

(ب) "اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئیگا
جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال
کے ساتھ چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن.....
... اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ
کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی
زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے۔"
(فتح اسلام صفحہ ۱۵ و صفحہ ۱۶)

(ج) حضور علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں ؎

دوستو اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن
اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے

اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

(د) حضور علیہ السلام لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے ایک روحانی
شان میں فرماتے ہیں کہ۔

"جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اس کو چھوڑتا ہے جس نے
مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے
کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں
ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے .... وہ
اس روشنی سے ضرور حصہ لے گا مگر جو شخص وہم اور
بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے
گا۔ اس زمانہ کا حصنِ حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا
ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے
گا مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہتا ہے۔ ہر
طرف سے اس کو موت درپیش ہے اور اس کی لاش
بھی سلامت نہیں رہے گی۔"
(فتح اسلام صفحہ ۴۵)

نیز فرمایا ؎

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار
پشتیِ دیوارِ دیں اور مامنِ اسلام ہوں

نارسا ہے دستِ دشمن تا بفرقِ ایں جدار

تبلیغ اسلام کیلئے انتہائی جوش

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اندر دین کے لئے کس قدر غیرت تھی اور تبلیغ اسلام کا کس قدر جوش تھا اس کے اندازہ کے لئے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضؓ کی دو روایات ملاحظہ فرمائیں کہ :-

(الف) "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فطرت میں تبلیغ اسلام کا جوش اس قدر تھا کہ آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات مجھے خطرہ ہوتا ہے کہ اس جوش سے میرا دماغ نہ پھٹ جائے۔"
(حیات النبیؑ صفحہ ۱۵۰)

(ب) "حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا" میری جائیداد کا تباہ ہونا اور میرے بچوں کا آنکھوں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے ہونا مجھ پر آسان ہے بہ نسبت دین کی ہتک اور استہانتِ دیکھنے اور اس پر صبر کرنے کے"۔
(حیات النبیؑ صفحہ ۱۶۰)

دنیوی اقتدار سے نفرت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منادی اور تبلیغ اسلام کے جوش کو دیکھ کر بعض نادانوں نے یہ اعتراض کیا کہ نعوذ باللہ آپ دنیوی اقتدار حاصل کرنا چاہتے ہیں آپؑ نے ایسے بدخواہوں کے شکوک و اعتراضات کا برملا ازالہ کیا اور فرمایا ؎

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا ؎ مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار
ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں ؎ آسماں پر رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار
ملک سے مجھ کو نہیں مطلب نہ جنگوں سے ہے کام ؎ کام میرا ہے دلوں کو فتح کرنا نے دیار
ابن مریم ہوں مگر اترا نہیں میں چرخ سے ؎ نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کارزار

مجلس میں سادگی

دنیوی اقتدار کا حصول تو ایک طرف رہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو مجلس میں بھی اپنے لئے کوئی نمایاں جگہ پسند نہ فرماتے تھے احباب میں رل مل کر نہایت سادگی سے رہتے تھے یہاں تک کہ بعض دفعہ نو وارد کے لئے آپؑ کو پہچاننا مشکل ہو جاتا تھا کہ حضورؑ کونسے ہیں اور کس مقام پر تشریف فرما ہیں ؛ چنانچہ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل رضؓ صاحب روایت کرتے ہیں کہ :-

"جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مع چند خدام کے باوا صاحب (گورو نانک رحمۃ اللہ علیہ۔ ناقل) کا چولہ دیکھنے کے لئے ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے تو وہاں ایک بڑ کے درخت کے نیچے کچھ کپڑے بچھا کر جماعت کے لوگ مع حضور علیہ السلام کے بیٹھ گئے مولوی محمد احسن صاحب امروہی بھی ہمراہ تھے۔ گاؤں کے لوگ حضورؑ کی خبر سن کر وہاں جمع

ہونے لگے تو ان میں سے چند آدمی جو پہلے آئے تھے مولوی محمد احسن صاحب امروہی کو مسیح موعود خیال کر کے ان کے ساتھ مصافحہ کر کے بیٹھتے گئے تین چار آدمیوں کے مصافحہ کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ ان کو دھوکا ہوا ہے۔ اس کے بعد مولوی محمد احسن صاحب ہر ایسے شخص کو جو ان سے مصافحہ کرتا تھا حضور کی طرف متوجہ کر دیتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ ہیں"۔ (سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۲۹۸)

حضرات! چونکہ انبیاء کرام کی مجلس بالکل سادہ اور ہر قسم کے تکلفات سے پاک ہوتی ہے اور سب لوگ محبت کے ساتھ باہم ملے جلے بیٹھے رہتے ہیں اس لئے اجنبی آدمی بعض اوقات عارضی طور پر دھوکہ کھا جاتا ہے اس قسم کا واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کے موقعہ پر پیش آیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپؐ کے ساتھ تھے اور آپ عمرو بن عوف کے ہاں اترے اس جگہ آنحضرتؐ تو خاموشی سے تشریف فرما ہو گئے مگر حضرت ابو بکرؓ کھڑے رہے انصار کے وہ لوگ جنہوں نے ابھی تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا ہوا تھا وہ آتے تو ابو بکر کو سلام کرتے اور بیٹھ جاتے۔ لیکن جب آنحضرت صلعم پر دھوپ آئی تو حضرت ابو بکرؓ نے اُٹھ کر اپنی چادر سے حضورؐ پر سایہ کر دیا اس وقت لوگوں کو علم ہوا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں"۔ (بخاری کتاب الہجرت)

امر دوم:- اپنے دعاوی اور خداداد مشن پر کامل یقین

ہر مامور اور مرسل اور نبی کو اپنے منصب اور خداداد مشن پر کامل یقین اور اعتماد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مخاطب کر کے فرمایا:-

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ (یوسف ع ۳)

کہ اعلان کیجئے کہ یہ میرا راستہ ہے۔ میں اور میرے متبعین تم کو خدا کی طرف پوری بصیرت اور یقین کے ساتھ دعوت دیتے ہیں۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اپنے دعاوی اور منصب پر کامل یقین و اعتماد تھا حضورؑ فرماتے ہیں کہ:-

(ا) "مجھے خدا تعالیٰ کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حَکَم ہوں"۔ (اربعین نمبر اول صفحہ ۳)

(ب) ایک دفعہ بریلی کے ایک شخص نے حضورؑ کی خدمت میں تحریراً عرض کیا کہ اپنے دعویٰ کے بارہ میں حضورؑ حلفیہ طور پر لکھیں تو آپ نے اسی وقت تحریر فرمایا کہ:-

"میں اس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعودؑ ہوں جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیثِ صحیحہ میں خبر دی ہے جو صحیح بخاری اور مسلم اور دوسرے صحاح میں درج ہیں وکفیٰ باللہ شہیدًا"۔

(اعلان ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء
بحوالہ ملفوظات جلد اول ص ۳۱۳)

(ج) ۱۹۰۴ء میں حضرت اقدسؑ نے ایک سبز پوش فقیر کے اصرار پر اس کو یہ تحریر لکھ کر دی کہ:-

"میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر جو جھوٹوں پر لعنت کرتا ہے یہ گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ میں نے دعویٰ کیا ہے یا جو کچھ اپنے دعویٰ کی تائید میں لکھا ہے یا جو میں نے الہام الٰہی اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں وہ سب صحیح ہے۔ سچ ہے اور درست ہے والسّلام علیٰ من اتبع الھُدیٰ

(ذکرِ حبیب مرتبہ مفتی محمد صادق صاحبؓ ص ۱۹۴)

(د) حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خدا داد مشن کے بارہ میں متحدیانہ انداز میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"میرا خدا جو آسمان اور زمین کا مالک ہے میں اس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں

کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے اگر آسمانی نشانوں میں کوئی میرا مقابلہ کر سکے تو میں جھوٹا ہوں اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اتر سکے تو میں جھوٹا ہوں اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوّت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں ان میں کوئی میری برابری کر سکے تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ اب کہاں ہیں ۔ وہ پادری صاحبان جو کہتے تھے کہ نعوذ باللہ حضرت سیدنا وسید الوریٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی یا اور کوئی امر خوارق عادت ظہور میں نہیں آیا ۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ زمین پر وہ ایک ہی انسان کامل گزرا ہے جس کی پیشگوئیاں اور دعائیں قبول ہونا اور دوسرے خوارق ظہور میں آنا ایک ایسا امر ہے جو اب تک اُمّت کے سچے پیرووں کے ذریعہ دریا کی طرح سے موجیں مار رہا ہے۔ بجز اسلام وہ مذہب کہاں اور کدھر ہے؟ جو یہ خاصیت اور طاقت اپنے اندر رکھتا ہے. اور وہ لوگ کہاں اور کس ملک میں رہتے ہیں؟ جو اسلامی برکات اور نشانوں

کا مقابلہ کر سکتے ہیں..... اور میں صرف یہی دعویٰ نہیں کرتا کہ خدا تعالیٰ کی پاک وحی سے غیب کی باتیں میرے پر کھلتی ہیں اور خارق عادت امر ظاہر ہوتے ہیں بلکہ یہ بھی کہتا ہوں کہ جو شخص دل کو پاک کر کے اور خدا اور اس کے رسول سے سچی محبت رکھ کر میری پیروی کرے گا وہ بھی خدا تعالیٰ سے یہ نعمت پائے گا۔ مگر یاد رکھو کہ تمام مخالفوں کے لئے یہ دروازہ بند ہے۔ اور اگر دروازہ بند نہیں ہے تو کوئی آسمانی نشانوں میں مجھ سے مقابلہ کرے۔ مگر یاد رکھیں کہ ہرگز نہیں کر سکیں گے۔ پس یہ اسلامی حقیقت اور میری حقانیت کی ایک زندہ دلیل ہے۔"
(اربعین ۳ صفحہ ۲۳)

پھر فرماتے ہیں:-

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

تھک گئے ہم تو انہیں باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے

آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

(۵) حضور ایک دوسرے مقام پر نہایت ہی شاندار اور زوردار الفاظ میں اپنے مشن اور اس کی کامیابی کا ذکر فرماتے ہیں کہ:-

"دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی۔ لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر

بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالکِ حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ ...... اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں۔ تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا۔ اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کر لے۔ .... پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ کاذبوں کے منہ اور ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا .... جس طرح خدا تعالیٰ نے پہلے ماموروں اور مکذبین میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا۔ اسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کرے گا۔.... یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا خدا سے مت لڑو یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کر دو۔"
(اربعین ۳ صفحہ ۵۱-۵۲)
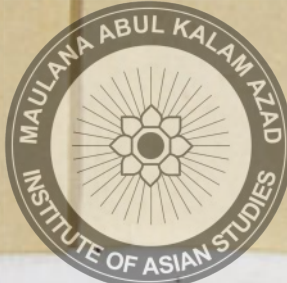
نیز حضور فرماتے ہیں:-

یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں
ایسے کاذب کے لئے کافی تھا وہ پروردگار

کچھ نہ تھی حاجت تمہاری نے تمہارے مکر کی
خود مجھے نابود کرتا وہ جہاں کا شہریار

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

(درِ ثمین)

امر سوم: اللہ تعالیٰ سے کامل محبّت

زندہ خُدا سے تعلّق:- حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کے مامور تھے اور آپؑ کو اس زندہ خدا کے ساتھ ایک کامل تعلّق تھا حضورؑ نے اللہ تعالےٰ کے انوار و برکات کا نزول خود اپنے نفس میں مشاہدہ کیا تھا اس لئے اس حی و قیّوم خدا کی طرف سے دنیا کو دعوت دیتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:-

"کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک

خوبصورتی اس میں پائی یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں۔ اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کیلئے لوگوں کے کان کھلیں۔"

(کشتی نوحؑ صفحہ ۱۳)

نیز فرمایا کہ:-

(ب) "میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کردوں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولت مند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا

کیا ہے سچا خدا اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں"۔

(الاربعین ۱ صـ)

(۲۰) "ہمارا زندہ حی و قیوم خدا ہم سے انسان کی طرح باتیں کرتا ہے ہم ایک بات پوچھتے اور دعا کرتے ہیں تو وہ قدرت کے بھرے الفاظ کے ساتھ جواب دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ یقین کرا دیتا ہے کہ وہی ہے جس کو خدا کہنا چاہیئے وہ دعائیں قبول کرتا اور قبول کر کے اطلاع دیتا ہے"۔

(نسیم دعوت)

(۲۱) **خدا تعالیٰ کے نور کا ظہور ہے** — اس کائنات میں خدا تعالیٰ کے نور کا ظہور ہے اس بارہ میں حضور اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں ؎

(۱) کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا — بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بیکل ہو گیا — کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا
اس بہارِ حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے — مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں — ہر ستارے میں تماشہ ہے تری چمکار کا

(درثمین اردو)

(۲) ہیچ محبوبے نماند ہمچو یار دلبرم — مہر و مہ را نیست قدرے در دیارِ دلبرم
آں کجا روئے کہ دارد ہمچو رویش آب و تاب — واں کجا باغے کہ مے دارد بہارِ دلبرم

(براہینِ احمدیہ حصہ چہارم)

(۳) آں خدائیکہ از و خلقِ جہاں بے خبر اند
بر من او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

(سراجِ منیر)

ایک قابلِ قدر ڈائری

حضرات! وہ خدا جس سے دنیا بے خبر تھی اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تجلی فرمائی تھی جن لوگوں کو بصیرت حاصل نہ تھی وہ آپ کی تکذیب و تکفیر کر رہے تھے حضور ان لوگوں کی مخالفت اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کا تذکرہ کیا ہی پیارے الفاظ میں فرماتے ہیں کہ:-

"اے میرے مولا- میرے پیارے مالک میرے محبوب میرے معشوق خدا دنیا کہتی ہے تو کافر ہے مگر کیا تجھ سے پیارا مجھے کوئی اور مل سکتا ہے اگر ہو تو اس کی خاطر تجھے چھوڑ دوں۔ لیکن میں تو دیکھتا ہوں کہ جب لوگ دنیا سے غافل ہو جاتے ہیں جب میرے دوستوں اور دشمنوں کو علم

تک نہیں ہوتا کہ میں کس حالت میں ہوں اس وقت
تو مجھے جگاتا ہے اور محبّت سے، پیار سے فرماتا ہے کہ غم
نہ کھا مَیں تیرے ساتھ ہوں تو پھر اے میرے مولیٰ یہ کس طرح
ممکن ہے کہ اس احسان کے ہوتے ہوئے پھر بھی میں تجھے
چھوڑ دوں ہرگز نہیں ہرگز نہیں"۔

(بدر ۱۱ر جنوری ۱۹۱۲ء)

حضورؑ نے یہ بھی فرمایا: ؎

مَیں تو مرکر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لُطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار
اے خدا ہو تیری رہ میں میرا جسم و جان و دل
مَیں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار

(دُرِّ ثمین)

خُدا کا شیر:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالےٰ پر ایک
سچا اور زندہ یقین تھا۔ اسی لئے آپؑ اپنی دعوت اور پیغامِ حق کے
پہنچانے کے راستہ میں آنے والی مشکلات و مصائب سے کبھی نہیں
گھبرائے اور نہ ہی مخالفین کی ریشہ دوانیوں اور دھمکیوں سے مرعوب
ہوئے۔ کیونکہ آپؑ خدا تعالےٰ کے شیر تھے۔ حضرت مولانا سیّد محمد
سرور شاہ صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ایک روایت جو سیرۃ المہدی
حصہ اوّل میں درج ہے اس کا ملخص پیش کرتا ہوں کہ:۔

مولوی کرم دین کے مقدمہ میں حضور علیہ السلام جب گورداسپور آئے
تو آپؑ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آریوں نے باہمی مشورہ کرکے مجسٹریٹ
چندو لال کو کہا ہے کہ اب آپ کے ہاتھ میں وہ شکار ہے اگر آپ نے
ہاتھ سے جانے دیا تو آپ قوم کے دشمن ہوں گے۔ مجسٹریٹ نے
کہا خواہ کچھ ہو میں اس پہلی پیشی میں عدالتی کارروائی عمل میں لاؤں گا۔
جب حضورؑ کو یہ واقعہ سُنایا گیا تو حضور لفظِ شکار پر اُٹھ کر بیٹھ گئے
اور جوش سے فرمایا:۔

"مَیں اس کا شکار ہوں میں شکار نہیں ہوں میں شیر
ہوں اور شیر بھی خدا کا شیر وہ بھلا خدا کے شیر پر
ہاتھ ڈال سکتا ہے ایسا کرکے تو دیکھے"۔

حضور علیہ السّلام نے کئی دفعہ یہ الفاظ دُہرائے پھر فرمایا:۔

"مَیں کیا کروں مَیں نے تو خدا کے سامنے پیش کیا
ہے کہ مَیں تیرے دین کی خاطر اپنے ہاتھ اور پاؤں میں
لوہا پہننے کے لئے تیار ہوں مگر وہ کہتا ہے کہ نہیں
مَیں تجھے ذلّت سے بچاؤں گا اور عزّت کے ساتھ بری
کروں گا"۔

چنانچہ حضور کی علالت کی وجہ سے پیشی ملتوی ہو گئی۔ چندو لال
مجسٹریٹ بھی تبدیل ہوگیا اور اس کے عہدہ میں بھی تنزّل ہوا اور
وہ اپنے ناپاک ارادوں میں ناکام و نامراد رہا۔ (تلخیص از سیرۃ المہدی حصہ اوّل صفحہ ۹۸ تا ۹۲)
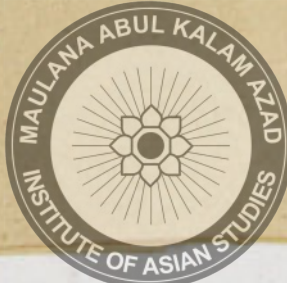
اسی تعلق باللہ پر ناز کرتے ہوئے حضورؑ اپنے بدخواہوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

سر سے لے کر پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے میرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

مجھ کو پردہ میں نظر آتا ہے اک میرا معین
تیغ کو کھینچے ہوئے اس پر جو کرتا ہے وار

امر چہارم: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے نظیر عشق و محبت

حضرات! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کا ایک نمایاں پہلو ہم کو یہ نظر آتا ہے کہ حضور علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے نظیر عشق و محبت کا تعلق تھا۔ آپ کے ہر قول و فعل اور حرکت سکون میں اس کا ایک پُر زور جلوہ نظر آتا تھا۔

الہام الٰہی:- اللہ تعالیٰ نے آپ پر الہاماً واضح فرمایا:-
کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علّم و تعلّم
(تذکرہ)

کہ آپ پر نازل ہونے والی جملہ برکات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بابرکت استاد اور آپ حضور صلعم کے برکت والے شاگرد ہیں چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود اس بات کا اقرار فرماتے ہیں کہ ؎

(الف) دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

(ب) سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے
وہ یار لامکانی وہ دلبر نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
(درثمین)

نیز فرمایا:-

(ج) "اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔"
(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵)
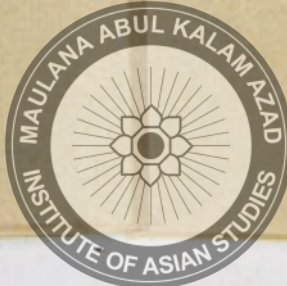
(د) ؎ مصطفیٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے میری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

درُود شریف کی برکات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادتِ مبارک تھی کہ کثرت سے آنحضرت صلعم پر دُرود وسلام بھیجتے چنانچہ درود شریف کی برکات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل وجان اس سے معطّر ہو گیا۔ اس رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے آبِ زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے اُن میں سے کہا کہ یہ وہ برکات ہیں جو تو نے محمدؐ کی طرف بھیجی تھی۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۵۰۲)

عشق ومحبّت کا اظہار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی محبّت وعشق کا ذکر کرتے

ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمد است
دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش
در ہر مکان ندائے جمالِ محمد است
ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرۂ زبحرِ کمالِ محمد است

(دُرِّ ثمین)

یعنی : میرے جان ودل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسنِ خداداد پر قربان ہیں اور میں آپؐ کے آل وعیال کے کوچہ کی خاک پر نثار ہوں میں نے اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا اور ہوش کے کانوں سے سُنا ہے کہ ہر کون ومکان میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کی ندا آرہی ہے یہ علم وعرفان کا چشمہ جو میں مخلوقِ خدا کو دے رہا ہوں یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے روحانی کمال کے سمندر میں سے ایک قطرہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمّرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
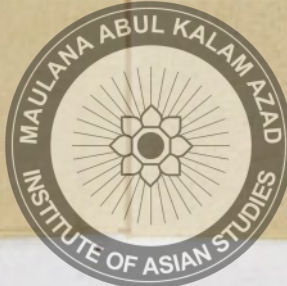
مرا تار و پود من بسر اند بعشق او
از خود تہی و از غم آں دلستاں پُرم
جانم فدا شود برہ دین مصطفٰے!
اینست کامِ دل اگر آید میسّرم
(ازالہ اوہام)

یعنی: خدا سے اتر کر میں محمد صلعم کے عشق کی شراب سے متوالا ہو رہا ہوں اور اگر یہ بات کفر میں داخل ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں۔ میرے جسم کا تار و پود محمد صلعم کے عشق کے ترانے گاتا ہے۔ مجھے اپنی جان کا کوئی فکر نہیں اور میں اپنے اس محبوب کے عشق و غم سے مخمور اور پُر ہوں میرے دل کا واحد مقصد یہ ہے کہ میری جان محمد صلعم کے دین کے رستے میں قربان ہو جائے۔ خدا کرے کہ مجھے یہ مقصد حاصل ہو جائے۔

پادریوں کے الزامات و اعتراضات پر اظہارِ غم!

عیسائی پادری حضورؑ کے زمانہ میں جس مخالفانہ انداز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر اعتراضات کر رہے اور ناپاک الزامات کے ذریعہ مخلوقِ خدا کو دھوکہ دے رہے تھے حضرت

[illegible] موعودؑ ان کی ان مخالفانہ کاروائیوں کا ذکر ان دردانگیز الفاظ میں کرتے ہیں:-

وبہتوا للرسول الکریم بہتانات
واضلوا خلقاً کثیراً بتلک الافتراء...
وواللہ لو قُتِلَتْ جمیع صبیانی واولادی
واحفادی بأعینی وقطعت أیدی
وارجلی واخرجت الحدقہ من عینی
واُبعِدْتُ من کل مرادی ....
ماکان علیّ اشقّ من ذلک ربّ انظر
الینا والیٰ ما ابتلینا واغفرلنا ذنوبنا
واعف عن معاصینا

(مقدمہ آئینہ کمالات اسلام ص ۱۵)

کہ ان پادریوں نے رسول کریم صلعم پر مختلف بہتان باندھے ہیں اور مخلوق خدا کو ان افتراؤں سے گمراہ کیا ہے.... خدا کی قسم اگر میرے تمام بچوں اور اولاد کو میری آنکھوں کے سامنے قتل کیا جائے اور میرے ہاتھ اور پاؤں کو کاٹ دیا جائے اور میری آنکھوں کی پتلیوں کو نکال دیا جائے اور مجھے میری ہر مراد اور خواہش و ضرورت سے محروم کر دیا جائے تو یہ امر

میرے لئے قابلِ برداشت ہے (مگر میں توہین رسول کریم کو برداشت نہیں کرسکتا) اے خدا ہم پر نظرِ رحمت فرما اور دیکھ کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں ہمارے گناہوں کو بخش اور ہماری غلطیوں کو نظر انداز فرما دے۔

حضور اس حالت میں اپنے جذبۂ عشق کا کس والہانہ انداز میں اظہار فرماتے ہیں ؎

در رہِ عشقِ محمد ایں سر وجانم رود
ایں تمنا ایں دعا ایں درد لم عزمِ صمیم
(توضیحِ مرام)

یعنی یہ میری تمنا، عزم اور دعا ہے کہ عشق محمد عربی صلعم میں میرا یہ سر اور میری جان قربان ہو جائے۔

عشقِ محمدی کی ایک دلچسپ مثال!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کی یہ والہانہ محبت محض کاغذی یا نمائشی محبت نہ تھی بلکہ آپ کے اقوال و اعمال میں اس کی زبردست جھلک نظر آتی ہے۔ چنانچہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ روایت فرماتے ہیں کہ:-

"ایک دفعہ دوپہر کے وقت میں مسجد مبارک میں داخل ہوا تو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکیلے گنگناتے ہوئے حضرت حسان بن ثابتؓ کا یہ شعر (جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ہے ناقل) پڑھ رہے تھے اور ساتھ ساتھ ٹہلتے بھی جاتے تھے ؎

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر!
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

کہ تو تو میری آنکھ کی پتلی تھا۔ پس تیری موت سے میری آنکھ اندھی ہو گئی۔ اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے پرواہ نہیں کیونکہ مجھے تو بس تیری ہی موت کا ڈر تھا جو واقع ہو چکی ہے۔

میری آہٹ سن کر حضرت صاحب نے چہرے پر سے رومال ڈالا ہاتھ اٹھا لیا تو میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے"۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم روایت نمبر ۲۳۳)

جب آپ کے ایک مخلص رفیق نے آپ کو اس وقت کی حالت میں دیکھا تو گھبرا کر پوچھا کہ حضرت! یہ کیا معاملہ۔ آپ نے فرمایا کچھ نہیں۔ میں اس وقت میں یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہو رہی تھی کہ کاش

یہ شعر میری زبان سے نکلتا"۔

(سلسلہ احمدیہ صفحہ ۱۹۸)

پس یہ واقعہ عشقِ محمدی میں آپؑ کے قلبی تاثرات کا آئینہ دار ہے اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ اٰل محمد و بارک و سلّم۔

آنحضرت صلعم کی خاطر غیرت کا اظہار!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت درجہ وسیع القلب اور ملنسار تھے۔ اور ہر دوست و دشمن کو انتہائی خوش اخلاقی کے ساتھ ملتے تھے لیکن جب پنڈت لیکھرام نے آپؑ کے آقا اور محبوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بدزبانی سے کام لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا۔ تو آپ نے پنڈت صاحب کا "سلام" تک قبول کرنا پسند نہ کیا چنانچہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ روایت کرتے ہیں کہ

"ایک روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام سفر میں تھے اور لاہور کے اسٹیشن کے پاس ایک مسجد میں وضو فرما رہے تھے اس وقت پنڈت لیکھرام حضورؑ سے ملنے کے لئے آیا اور آ کر سلام کیا مگر حضرت صاحب نے جواب

نہ دیا۔ اس نے اس خیال سے کہ شاید آپ نے سُنا نہیں دوسری طرف سے ہو کر سلام کیا مگر آپ نے پھر بھی توجہ نہ کی اس کے بعد حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ حضور! پنڈت لیکھرام نے سلام کیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا "ہمارے آقا کو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے"۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول روایت ۲۸۱ سلسلہ احمدیہ صفحہ ۴۹)

حضرات! بظاہر یہ ایک معمولی سا واقعہ ہے مگر اس سے عشقِ محمدی صلعم کے اس اتھاہ سمندر پر بہت روشنی پڑتی ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں موجزن تھا مگر اس واقعہ سے یہ خیال نہ کریں کہ حضور کسی مخالفِ اسلام سے ملاقات نہ فرماتے تھے۔ بلکہ بہت سے غیر مسلموں کے ساتھ حضورؑ کے تعلقات تھے اور آپ ہمیشہ انہیں بڑی محبت اور اخلاق کے ساتھ ملتے تھے۔ لیکن جب پنڈت لیکھرام نے اسلام کی مخالفت کو انتہا تک پہنچا دیا اور آنحضرت صلعم کی سخت بدزبانی سے کام لیا تو آپ کی غیرت نے اس بات کو قبول نہ کیا ان حالات میں ایسے شخص کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں خصوصاً جب وہ آپ کے خلاف مباہلہ کے میدان میں آ کر خدا تعالیٰ کے غضب کا نشان بننے والا تھا۔

مقام محمدی صلعم

بھائیو! یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ ہمارا مذہب اسلام ہے اور ہم صدق دل سے اس بات پر یقین و اطمینان رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم تمام نبیوں کے سردار اور سرتاج اور خاتم النبیین ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے ایک خادم اور آپ کے فیض سے فیض یافتہ ہیں۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے یہی تعلیم ہم کو دی ہے اور انہیں عقائد کا اظہار اپنی کتب اور تقاریر میں فرمایا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام واضح طور پر فرماتے ہیں :-

"نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں۔ مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبیؐ کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔"

(کشتی نوح ص۲۸)

نیز فرمایا :-

(۲) ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے

(۳) وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

(۴) زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے
کیا پیارا یہ نامِ احمدؐ ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا
سب سے بڑھ کر مقامِ احمدؐ ہے
باغِ محمدؐ سے ہم نے پھل کھایا
میرا بستاں کلامِ احمدؐ ہے

(درِ ثمین)

اپنی بعثت کی غرض

حضرات! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایک تقریر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی شان اور اپنی بعثت کی غرض کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ :-

"... میں تمام لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اب

آسمان کے نیچے اعلیٰ اور اکمل طور پر زندہ رسول صرف ایک ہے۔ یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس ثبوت کے لئے خدا نے مجھے مسیح کر کے بھیجا ہے۔ جس کو شک ہو وہ آرام اور آہستگی سے مجھ سے یہ اعلیٰ زندگی ثابت کرا لے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو کچھ عذر بھی ہوتا مگر اب کسی کے لئے عذر کی جگہ نہیں کیونکہ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ کر کے کہتا ہوں یہ باتیں سچ ہیں اور خدا وہی ایک خدا ہے جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں پیش کیا گیا ہے اور زندہ رسول وہی ایک رسول ہے جس کے قدم پر نئے سرے سے دنیا زندہ ہو رہی ہے۔ نشان ظاہر ہو رہے ہیں برکات ظہور میں آ رہے ہیں۔ غیب کے چشمے کھل رہے ہیں۔ پس مبارک وہ جو اپنے تئیں تاریکی سے نکال لے۔

(لیکچر زندہ رسول)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور ملفوظات

سے یہ امر روشن اور عیاں ہے کہ آپؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نظیر محبت اور بے مثال عشق تھا اور آپؑ کو ملنے والی تمام روحانی برکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی روحانی فیضان تھا۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید۔

امر پنجم

قرآن مجید سے تعلق اور عشق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن شریف سے بھی ایک عشق کا تعلق تھا۔ حضور کثرت سے اس کی تلاوت فرماتے اور اس کے مضامین پر غور فرمایا کرتے تھے اور اللہ تعالےٰ نے بھی اپنے خاص فضل و کرم سے آپؑ پر اس کے حقائق و معارف کھولے تھے۔ چنانچہ آپؑ اللہ تعالےٰ کی طرف سے دی گئی اس برکت کو تحدی کے رنگ میں پیش فرماتے ہیں کہ:-

قرآنی حقائق و معارف
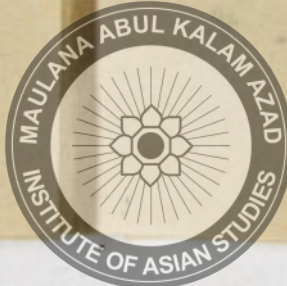
(الف) "جو دینی و قرآنی معارف و حقائق و اسرار مع لوازم بلاغت و فصاحت کے میں لکھ سکتا ہوں دوسرا ہرگز نہیں لکھ سکتا اگر ایک دنیا جمع ہو کر میرے اس امتحان کے لئے آئے تو مجھے غالب پائے گی"

(ایام الصلح صفحہ ۱۵۹)

(ب) نیز حضورؑ فرماتے ہیں :-

"میرے مخالف کسی سورت قرآنی کی بالمقابل تفسیر بنا دیں یعنی روبرو ایک جگہ بیٹھ کر بطور فال قرآن شریف کھولا جائے اور پہلی سات آیتیں جو نکلیں ان کی تفسیر میں بھی عربی میں لکھوں اور میرا مخالف بھی لکھے پھر اگر میں حقائق و معارف کے بیان کرنے میں صریح غالب نہ رہوں تو پھر بھی میں جھوٹا ہوں"۔

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۰)

چنانچہ آپؑ نے 'اعجازِ مسیح' میں عربی زبان میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھی اور مخالفین کو پانچ سو روپیہ کا انعامی چیلنج دیا کہ مدتِ مقررہ میں اس کا جواب لکھو اور ساتھ ہی پیشگوئی بھی فرما دی کہ ایسا کوئی نہیں کر سکے گا۔ اور عملاً کوئی بھی مقابل پر تفسیر نہ لکھ سکا اور یہ امر آپؑ کی صداقت کی ایک روشن دلیل ہے۔

نجات یافتہ کون ہے ؟

قرآن مجید کے مطالعہ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس قدر شغف تھا کہ گویا وہ آپؑ کی زندگی کا واحد سہارا ہے جس کے بغیر جینا ممکن نہیں اور قرآن مجید کی محبت کا یہ عالم تھا کہ ایک جگہ خدا کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

(درثمین)

حضورؑ نے واشگاف الفاظ میں اپنی جماعت کو یہ تعلیم دی کہ :-

"نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہیں اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے"۔ (کشتی نوح صفحہ ۲۱)

قرآن مجید کا حسن و جمال

قرآنِ مجید کے حسن و جمال کے بارہ میں اپنے منظوم کلام میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :-

(ا) جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا !
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے

بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کلامِ پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے

(ب) کہتے ہیں حُسنِ یوسف دلکش بہت تھا لیکن
خوبی و دلبری میں سب سے سوا یہی ہے !
یُوسف تو سُن چکے ہو اک چاہ میں گرا تھا
یہ چاہ سے نکالے اسکی صدا یہی ہے

(ج) نیز فرمایا :-

از نورِ پاک قرآں صبحِ صفا دمیدہ
ہر غنچہ ہائے دلہا بادِ صبا وزیدہ
ایں روشنی و لمعاں شمس الضحیٰ ندارد
ویں دلبری و خوبی کس در قمر ندیدہ

یوسف بقعرِ چاہے محبوس ماند تنہا
ایں یوسفے کہ تنہا از چاہ برکشیدہ

یعنی قرآن پاک کے نور سے صُبح روشن ہو گئی ہے اور دلوں کے غنچوں پر بادِ صبا چلی ہے قرآن مجید جیسی روشنی سورج میں بھی نہیں ہے اور نہ اس جیسی خوبی و دلبری کسی نے چاند میں دیکھی ہے۔ حضرت یوسف تو کنوئیں میں اکیلے ہی قید تھے مگر ہمارا قرآن وہ یوسف ہے کہ وہ اکیلا ہی کنوئیں میں گرنے والوں کو باہر نکالتا ہے

قرآن مجید سب علوم کا خزانہ ہے !

اس طرح قرآن مجید کے اوصافِ حمیدہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں :-

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے !
جو ضروری تھا وہ سب اسمیں مہیا نکلا

کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

اشاعتِ قرآن کی تڑپ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں یہ شدید خواہش اور تڑپ تھی کہ قرآن مجید کے علوم کی دنیا میں خوب اشاعت ہو اور اس کے حسن و جمال کی روشنی سے دنیا منور ہو۔ چنانچہ حضور کی اس خواہش کا اظہار حضورؑ کے اس کلام سے ہوتا ہے ؎

دردا کہ حسنِ صورتِ فرقاں عیاں نماند
آں خود عیاں مگر اثر عارفاں نماند

صد بار رقص ہا کنم از خرمی اگر
بینم کہ حسنِ دلکش فرقاں نہاں نماند

اے بے خبر بخدمتِ فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

کہ ہائے افسوس کہ آج قرآن مجید کا حسن دنیا پر ظاہر نہیں۔ وہ خود تو روشن اور عیاں ہے مگر عارفوں کا اثر نہیں۔ میں تو ہزار بار خوشی سے اچھلوں اگر دیکھ لوں کہ قرآن مجید کا حسن ظاہر ہو گیا پس اے بے خبر انسان قرآن مجید کی خدمت پر کمر بستہ ہو جا۔ پیشتر اس کے کہ تو دنیا سے رخصت ہو جائے اور اعلان ہو کہ فلاں شخص اب دنیا میں نہیں رہا۔

امرِ ششم

حضور کا دوستوں سے کریمانہ اور مخالفوں سے عفو اور احسان کا سلوک

دوستوں کے ساتھ کریمانہ سلوک

حضرات! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے ایسا دل عطا کیا تھا جو محبت اور وفاداری کے جذبات سے معمور تھا۔ آپؑ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے کسی محبت کی عمارت کو کھڑا کر کے پھر اس کو گرانے میں کبھی پہل نہیں کی عہدِ دوستی کے بارہ میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضؓ روایت فرماتے ہیں:۔

عہدِ دوستی کی قدر و قیمت

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دن فرمایا میرا یہ مذہب ہے کہ جو شخص عہدِ دوستی باندھے مجھے اس کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ شخص کیسا ہی

کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اس سے قطع تعلق نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ قطع تعلق کر دے تو ہم لاچار ہیں ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں میں سے کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہوا ہو تو ہم بلا خوف لومۃ لائم اسے اٹھا کر لے آئیں گے۔ فرمایا عہدِ دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اس کو آسانی سے ضائع نہ کر دینا چاہیئے اور دوستوں کی طرف سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آئے اس پر اغماض اور تحمل کا طریق اختیار کرنا چاہیئے۔"

(سیرۃ مسیح موعودؑ ص۴۶)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کا اپنا واقعہ

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب خود اپنا ایک محبت افروز واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ:-

"چار برس کا عرصہ گذرتا ہے (یعنی یہ واقعہ ۱۸۹۱ء کا ہے ناقل) کہ آپ کے گھر کے لوگ لدھیانہ گئے ہوئے تھے۔ جون کا مہینہ تھا اور مکان نیا نیا بنا تھا۔ میں دوپہر کے وقت وہاں چارپائی بچھی تھی اس پر لیٹ گیا۔ حضرت ٹہل رہے تھے میں ایک دفعہ

جاگا تو آپ فرش پر میری چارپائی کے نیچے لیٹے ہوئے تھے میں ادب سے گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ آپ نے بڑی محبت سے فرمایا آپ کیوں اٹھے ہیں میں نے عرض کیا آپ نیچے لیٹے ہوئے ہیں۔ میں اوپر کیسے سوئے رہوں۔ مسکرا کر فرمایا۔ آپ بے تکلفی سے لیٹے رہیں میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا۔ بچے شور کر رہے تھے تو میں انہیں روکتا تھا تاکہ آپ کی نیند میں خلل نہ آئے۔

(سیرت حضرت مسیح موعود مصنفہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ ص۵۱ و ص۵۲)

آپ اس منظر کو تصور میں لائیے ایک غلام جو اپنے آقا پر ہزار جان نثار ہے چارپائی پر سو رہا ہے اور آقا جاگ کر اس کا پہرہ دے رہا ہے تاکہ بچوں کے شور سے اس کی نیند میں خلل نہ آئے۔ اللہ اللہ کیا شانِ دلربائی ہے کہ آقا اور غلام کا فرق دور تک نظر نہیں آتا ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کا واقعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک دوسرے خادم حضرت
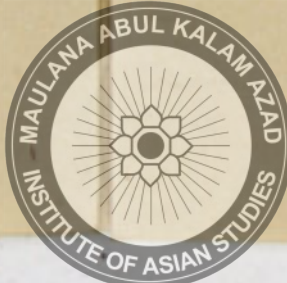
مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالےٰ تھے جن کے بارے میں حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ یوں تو حضرت صاحب اپنے سارے خدام سے ہی محبت رکھتے تھے لیکن میں محسوس کرتا تھا کہ آپؑ کو مفتی صاحب سے خاص محبت ہے جب کبھی آپؑ مفتی صاحب کا ذکر فرماتے تو فرماتے:۔

"ہمارے مفتی صاحب لاہور سے قادیان آیا کرتے تھے تو حضرت صاحب ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے تھے"

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل روایت ۳۰۳)

یہی حضرت مفتی صاحب اپنا ایک واقعہ ہمیشہ ہی محبت کے ایک عجیب انداز میں بیان فرمایا کرتے تھے کہ

"ایک دفعہ میں لاہور سے قادیان آیا اور میری والدہ صاحبہ مرحومہ بھی میرے ساتھ تھیں جو پہلے سے حضرت صاحب کی بیعت کے لئے تشریف لائی تھیں اور اسی سال انہوں نے بیعت کی تھی جب ہم واپس ہونے لگے تو حضرت صاحب ہمارے یکہ پر سوار ہونے کی جگہ تک ساتھ تشریف لائے اور ہمارے لئے کھانا منگوایا کہ ساتھ لے جائیں وہ کھانا لنگر والوں نے کسی کپڑے میں باندھ کر نہ بھیجا تھا۔ تب حضرت صاحب نے اپنے عمامہ میں سے قریب ایک گز لمبا کپڑا پھاڑ

کر اس میں روٹی کو باندھ دیا"۔

(ذکرِ حبیب ۴۵)

سبحان اللہ کیا شانِ آقائی ہے کہ آقا اور روحانی امام اپنے خادم کے کھانے کو باندھنے کے لئے اپنے عمامہ میں سے کپڑا پھاڑ دیتا ہے۔ یہی تو وہ محبت بھرے انداز تھے جس نے آپؑ کے غلاموں کو آپ کا گرویدہ اور جان نثار بنا دیا تھا۔

میاں نظام الدین لدھیانوی کا واقعہ

حضرات اب آپ ایک اور ایمان افروز واقعہ سُنئے!

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مغرب کے بعد مسجد مبارک کی چھت پر مع احباب کھانا کھانے کے انتظار میں تھے ایک احمدی دوست میاں نظام الدین صاحب ساکن لدھیانہ جو بہت غریب آدمی تھے اور ان کے کپڑے بھی دریدہ تھے حضورؑ سے چار پانچ آدمیوں کے فاصلہ پر بیٹھے تھے اتنے میں بعض دوسرے دوست آتے گئے اور حضورؑ کے قریب بیٹھتے گئے جس کی وجہ سے میاں نظام الدین صاحب کو پرے ہٹنا پڑتا رہا حتیٰ کہ وہ جوتیوں کی جگہ تک پہنچ گئے اتنے میں کھانا آیا حضورؑ یہ نظارہ دیکھ چکے تھے حضورؑ نے ایک پیالہ سالن کا اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں لیں اور میاں نظام الدین

کو مخاطب کرکے فرمایا :-

"آؤ میاں نظام الدین ہم اور آپ اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں" اور یہ فرما کر مسجد کے صحن کے ساتھ جو کوٹھڑی تھی اس میں تشریف لے گئے اور حضور نے اور میاں نظام الدین نے کوٹھڑی کے اندر ایک ہی پیالہ میں کھانا کھایا۔ حضور کے اس کریمانہ سلوک پر میاں نظام الدین تو خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے اور جن لوگوں نے انہیں پیچھے دھکیلا تھا ان کے چہروں پر شرمندگی ظاہر تھی۔ (سیرۃ المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ روایت ۱۰۶۹ بحوالہ شمائل احمد صفحہ ۶۸-۶۹ مطبوعہ ۱۹۴۳ء)

دشمنوں سے احسان کا سلوک

بھائیو ! آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کریمانہ اور فیاضانہ سلوک کی چند مثالیں سن چکے ہو جو آپ کے اپنی جماعت کے دوستوں کے ساتھ خواہ وہ امیر ہوں یا غریب جماعت کا ہر طبقہ حضور کی ان نوازشات سے مشرف تھا اور اس پر نازاں رہتا تھا۔ آپ کی محبت کے وسیع دریا سے بڑے اور چھوٹے ایک سا حصہ پاتے تھے اب آپ حضور کی سیرت کے ایک دوسرے پہلو کہ آپ کا اپنے دشمنوں سے سلوک کیسا تھا۔ اس کی چند مثالیں سماعت فرمائیے۔

قرآن مجید کی تعلیم اور حضور کا کردار

قرآن شریف فرماتا ہے :-

لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (المائدہ)

کہ اے مسلمانو ! چاہیئے کہ کسی قوم یا فرقہ کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان کے معاملہ میں عدل و انصاف کا طریق ترک کر دو۔ بلکہ تمہیں ہر حال میں ہر فریق اور ہر شخص کے ساتھ انصاف کا معاملہ کرنا چاہیئے۔

قرآن شریف کی یہ زریں تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا نمایاں اصول تھی آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں کسی کی ذات سے عداوت نہیں بلکہ صرف جھوٹے اور گندے خیالات سے دشمنی ہے حضرت اقدس ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر"

صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں۔ جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بد اخلاقی سے بیزاری میرا اصول"۔

(اربعین ۱ ص ۲)

طاعون کے زمانہ میں حضور کی دعائیں

طاعون کے زمانہ میں اگرچہ آپ کی پیشگوئیاں موجود تھیں اور آپؑ کے کئی ایک مخالف اس کا شکار بھی بن چکے تھے۔ مگر آپ مخلوقِ خدا کی ہمدردی کے پیشِ نظر اس عذاب کے دور ہونے کے لئے بارگاہ ربّ العزّت میں الحاح سے دعائیں فرمایا کرتے تھے چنانچہ اس بارہ میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سیالکوٹی فرماتے ہیں:-

> اس دعا میں آپ کی آواز میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پِتّہ پانی ہوتا تھا اور آپ اس طرح آستانہ الٰہی پر گریہ وزاری کر رہے ہوتے تھے کہ جیسے کوئی عورت دردِ زہ سے بے قرار ہو۔ میں نے غور سے سنا تو آپ مخلوقِ خدا کے واسطے طاعون سے نجات کے لئے دعا فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ الٰہی اگر یہ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا؟

(تاریخ احمدیت حصہ سوم ص ۵۹۸ - ۵۹۷)

مرزا نظام الدین صاحب سے سلوک

حضرات! جہاں تک ذاتی امور کا تعلق ہے حضرت مسیح موعود کا اپنے دشمنوں کے ساتھ نہ صرف عفو کا بلکہ مشفقانہ سلوک تھا اور اشد ترین دشمن کا درد بھی آپ کو بے چین کر دیتا تھا چنانچہ (۱) آپؑ کے چچازاد بھائیوں مرزا نظام الدین وغیرہم نے جو آپؑ کے خونی دشمن تھے آپؑ کے مکان کے سامنے دیوار کھینچ کر آپؑ کو اور آپ کے مہمانوں کو سخت تکلیف میں مبتلا کر دیا اور پھر بالآخر مقدمہ میں آپ کو خدا تعالیٰ نے فتح عطا کی اور ان لوگوں کو خود اپنے ہاتھ سے دیوار گرانی پڑی۔ تو اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وکیل نے آپ سے اجازت لینے کے بغیر ان لوگوں کے خلاف خرچہ کی ڈگری جاری کرا دی اس پر یہ لوگ بہت گھبرائے اور حضرت مسیح موعود کی خدمت میں ایک عاجزی کا خط بھجوا کر رحم کی التجا کی آپ نے نہ صرف ڈگری کے اجراء کو فوراً رکوا دیا بلکہ اپنے خونی دشمنوں سے معذرت بھی کی کہ میری

لاعلمی میں یہ کارروائی ہوئی ہے جس کا مجھے افسوس ہے اور اپنے وکیل کو ملامت فرمائی کہ ہم سے پوچھے بغیر خرچے کی ڈگری کا کیوں اجراء کرادیا گیا ہے۔

(سلسلہ احمدیہ صفحہ ۲۱۷)

(ب) حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ مرزا نظام الدین صاحب کو سخت بخار ہوا۔ جس کا دماغ پر بھی اثر تھا اس وقت کوئی اور طبیب یہاں نہیں تھا۔ مرزا نظام الدین صاحب کے عزیزوں نے حضرت کو اطلاع دی اور آپ فوراً وہاں تشریف لے گئے اور مناسب علاج کیا ..... جس سے فائدہ ہو گیا اس وقت باہمی سخت مخالفت تھی۔

(سیرۃ المہدی حصہ سوم روایت نمبر ۵۱۱)

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے حضورؑ کا سلوک

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جن کا ابتداء تقریر میں ذکر آچکا ہے وہ حضور کے بچپن سے دوست اور ہم مجلس تھے مگر آپ کے دعویٰ مسیحیت پر انہیں ٹھوکر لگ گئی اور انہوں نے نہ صرف دوستی کے رشتہ کو توڑ دیا بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کے

اشد ترین مخالفوں میں سے ہو گئے اور آپ کے خلاف کفر کا فتویٰ لگانے میں سب سے پہل کی مگر حضرت مسیح موعود کے دل میں آخر تک ان کی دوستی کی یاد رہی۔ گو آپ نے خدا کی خاطر ان سے قطع تعلق کر لیا تھا مگر ان کی دوستی کے زمانہ کو آپ کبھی نہیں بھولے چنانچہ اپنے آخری زمانہ کے اشعار میں مولوی محمد حسین صاحب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں ؎

قطعت وداداً قد غرسناہ فی الصبا
ولیس فؤادی فی الوداد یقصّر

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

یعنی تو نے اس محبت کے درخت کو کاٹ دیا جو ہم دونوں نے مل کر بچپن میں لگایا تھا مگر میرا دل محبت کے معاملہ میں کوتاہی کرنے والا نہیں ہے۔

یہی مولوی محمد حسین صاحب مارٹن کلارک کے مقدمہ میں حضور کے خلاف بطور گواہ پیش ہوئے تو حضور کے وکیل مولوی فضل الدین صاحب لاہوری نے ان کی گواہی کو کمزور کرنے کے لئے حضرت صاحب سے پوچھا کہ اگر اجازت ہو تو میں مولوی محمد حسین صاحب سے حسب و نسب کے متعلق کوئی سوال کر دوں تو حضرت صاحب نے ان کو سختی سے منع فرمایا کہ میں اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا اور فرمایا لا یحبّ اللہ الجھر بالسّوء

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل روایت ۲۴۸)

گویا اس طرح حضور نے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر بھی اپنے جانی دشمن کی عزت و آبرو کی حفاظت فرمائی۔ حضورؑ کے ان اخلاقِ فاضلہ کا بھی اس غیر احمدی وکیل پر گہرا اثر ہوا اور وہ ہمیشہ اس واقعہ کو تعجب سے بیان کیا کرتا تھا۔

عیسائیوں کے ساتھ عفو کا سلوک

پادری مارٹن کلارک کے مقدمہ کا ابھی ذکر ہو چکا ہے اس مقدمہ میں حضرت مسیح موعود کے سب مخالف مسلم اور غیر مسلم آپ کے خلاف صف آراء ہو گئے تھے مگر اللہ تعالےٰ نے آپ کی مدد و نصرت فرمائی چنانچہ جب مجسٹریٹ کپتان ڈگلس نے فیصلہ سنایا تو آپ کو بری قرار دیتے ہوئے یہ بھی کہا کہ آپ کے خلاف یہ مقدمہ جھوٹے طور پر بنایا گیا تھا۔ قانونی طور پر آپ کو یہ حق ہے کہ اگر چاہیں تو مقدمہ کرنے والے کے خلاف قانونی چارہ جوئی کریں۔ آپ نے فرمایا:-

"میں ایسا نہیں چاہتا خدا نے مجھے اپنے وعدے کے مطابق بری کر دیا ہے اور وہ میرا محافظ ہے۔ مجھے اپنے مخالفوں کے خلاف انتقامی چارہ جوئی کی ضرورت نہیں۔" (سلسلہ احمدیہ ص۲۷۷)

نیز فرمایا:-

"عیسائیوں سے ہمارا مقدمہ آسمان پر چل رہا ہے ہمیں آسمانی عدالت کافی ہے۔ دنیا کی عدالتوں میں ہم کوئی مقدمہ نہیں چلانا چاہتے

(حیاتِ طیبہ ص۲۲۳)

حضرات اسی ایک مقدمہ کی بابت نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف مختلف مخالفین کی طرف سے عدالت میں کئی ایک مقدمات دائر کئے گئے مگر آپ نے کسی کے خلاف کوئی مقدمہ دنیوی عدالت میں دائر نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ نے خود اپنے فضل و کرم سے موقعہ پر آپ کی تائید و نصرت فرمائی اور مخالفین کے شر سے محفوظ رکھا۔ ایسے مواقع پر اگر اور کوئی شخص ہوتا تو وہ دشمن کی ذلت اور تباہی کو انتہا تک پہنچا کر صبر کرتا مگر آپ نے ان حالات میں بھی احسان سے کام لیا اور اس بات کا شاندار ثبوت پیش کیا کہ آپ کو صرف گندے خیالات اور گندے اعمال سے دشمنی تھی۔ کسی سے ذاتی عداوت نہ تھی اور یہ کہ ذاتی معاملات میں آپ کے دشمن بھی آپ کے دوست تھے۔

امرِ ہفتم

مہمانوں کا اعزاز و اکرام

حضرات! مہمان نوازی اور اکرامِ ضیف ایک اعلیٰ درجہ کا
خلق ہے۔ یہ خلق۔ اور صفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر
بھی بدرجہ اتم موجود تھی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ظل اور بروز حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس صفت سے
متصف تھے۔ حضورؑ کی ہمیشہ یہ خواہش رہتی کہ احباب بار بار
قادیان آئیں اور حتی الوسع آپؑ کے مکان کے ایک حصہ میں قیام
کریں اور فرمایا کرتے تھے کہ زندگی کا اعتبار نہیں جتنا عرصہ
پاس رہنے کا موقعہ ملے اسے غنیمت سمجھنا چاہیئے" (سلسلہ احمدیہ صفحہ ۲۱۶)

اس طرح آپؑ کے مکان کا ہر حصہ گویا ایک مستقل
مہمان خانہ بن گیا تھا اور کمرہ کمرہ مہمانوں میں بٹا رہتا تھا مگر جگہ
کی تنگی کے باوجود اس طرح دوستوں کے ساتھ مل کر رہنے
میں انتہائی راحت پاتے تھے اور اوائل میں آپ کا قاعدہ
تھا کہ آپ اپنے دوستوں اور مہمانوں کے ساتھ مل کر مکان کے
مردانہ حصہ میں کھانا تناول فرمایا کرتے تھے اور یہ مجلس اس

بے تکلفی کی ہوتی تھی اور ہر قسم کے موضوع پر ایسے غیر رسمی طور پر
گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا تھا کہ گویا ظاہری کھانے کے ساتھ
علمی اور روحانی کھانے کا بھی دسترخوان بچھ جاتا تھا ان موقعوں
پر آپ ہر مہمان کا خود ذاتی طور پر خیال رکھتے تھے اور اس
بات کی نگرانی فرماتے تھے کہ ہر شخص کے سامنے دسترخوان کی
ہر چیز پہنچ جائے عموماً ہر مہمان کے متعلق خود دریافت فرماتے
تھے کہ انہیں کسی خاص چیز مثلاً دودھ یا چائے یا پان وغیرہ کی
عادت تو نہیں اور پھر حتی الوسع ہر ایک کے لئے اس کی عادت کے
موافق چیز مہیا فرماتے جب کوئی خاص دوست قادیان سے باہر جانے
لگتا تو آپؑ عموماً اس کی مشایعت کے لئے ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو
میل تک اس کے ساتھ جاتے اور بڑی محبت اور عزت کے ساتھ
رخصت کر کے واپس آتے تھے۔ مہمان کی آمد پر آپ کو بہت ہی
خوشی ہوتی اور پھر ان کے واپس جانے کے وقت غم محسوس فرماتے
چنانچہ ایک تقریب پر آئے ہوئے مہمانوں کے واپس جانے
کا خیال کر کے اپنے غم کا یوں اظہار فرماتے ہیں ؎

مہمان جو کر کے الفت آئے بصد محبت
دل کو ہوئی ہے راحت اور جان کو میری فرحت
پر دل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقتِ رخصت
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

دنیا بھی اک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے
شکوہ کی کچھ نہیں جا یہ گھر ہی بے بقا ہے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

(درثمین)

بھائیو! اب حضور علیہ السلام کی مہمان نوازی کی چند مثالیں بھی سنئے اور پھر اس حسن و احسان کے پیکر کو اپنے تصور میں دیکھئے کہ وہ کس قسم کے اوصافِ حمیدہ سے متصف تھا

مولوی حسن علی صاحب بھاگلپوری مبلغِ اسلام کی شہادت

مولانا حسن علی صاحب بھاگلپوری جو تبلیغِ اسلام کے لئے ایک جنون رکھتے تھے اور جنہوں نے ہندوستان بھر میں پھر کر تبلیغ کا ایک بڑا کام کیا تھا اپنی ایک کتاب "تائیدِ حق" میں تحریر کرتے ہیں کہ:-

"جب میں امرتسر گیا تو ایک بزرگ کا نام سنا جو مرزا غلام احمد کہلاتے ہیں ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں قادیان نامی میں رہتے ہیں اور عیسائیوں بوہو اور آریہ سماج والوں سے خوب مقابلے کرتے

رہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک کتاب براہین احمدیہ نامی بنائی ہے جس کا بڑا شہرہ ہے ..... غرض میرے دل میں جناب مرزا غلام احمد صاحب سے ملنے کی خواہش ہوئی ... قادیان پہنچا .... مرزا صاحب کی مہمان نوازی کو دیکھ کر مجھے بہت تعجب سا گذرا ایک چھوٹی سی بات لکھتا ہوں جس سے سامعین ان کی مہمان نوازی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ مجھ کو پان کھانے کی بڑی عادت تھی امرتسر میں تو مجھے پان ملا لیکن بٹالہ میں مجھے پان کہیں نہ ملا ناچار الائچی وغیرہ رکھ کر صبر کیا۔ میرے امرتسر کے ایک دوست نے کمال کیا کہ حضرت مرزا صاحب سے نہ معلوم کس وقت میری اس بری عادت کا تذکرہ کر دیا۔ جناب مرزا صاحب نے گورداسپور ایک آدمی کو روانہ کیا دوسرے دن گیارہ بجے دن کے جب کھانا کھا چکا تو پان موجود تھا سولہ کوس سے پان میرے لئے منگوایا گیا تھا۔"

(تائیدِ حق ص۶۸)

سیٹھی غلام نبی صاحب کی شہادت

سیٹھی غلام نبی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:-
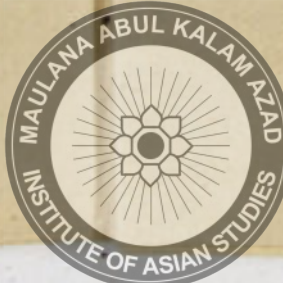
(ل) "جب میں پہلے پہل قادیان گیا.... حضرت مسیح موعود علیہ السلام بالا خانہ میں تھے.... میں نے جا کر السلام علیکم عرض کیا۔ حضرت صاحب نے سلام کا جواب دیا اور مصافحہ کر کے فرمایا بیٹھ جاؤ..... میں چارپائی پر بیٹھ گیا حضرت جی نے صندوق کھولا اور مصری نکال کر گلاس میں ڈالی اور پانی ڈال کر قلم سے ہلا کر آپؑ نے دستِ مبارک سے یہ شربت کا گلاس مجھے دیا اور فرمایا کہ آپ گرمی میں آئے ہیں یہ شربت پی لیں"۔

(سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۸۰۲)

(م) یہی سیٹھی غلام نبی صاحب روایت کرتے ہیں کہ:۔

"ایک دفعہ میں مع اہل و عیال قادیان آیا .... اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کے مکان میں رہتا تھا۔ قریباً بارہ بجے رات کا وقت ہو گا کہ کسی نے دستک دی۔ میں جب باہر آیا تو دیکھا کہ حضورؑ ایک ہاتھ میں لوٹا اور گلاس اور ایک ہاتھ میں لیمپ لئے کھڑے ہیں۔ فرمانے لگے کہ کہیں سے دودھ آگیا تھا میں نے خیال کیا کہ بھائی صاحب کو بھی دے آؤں"۔ (سیرۃ المہدی حصہ سوم روایت ص۸۲۸)

۲۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب مرحوم کی خواہشِ اچار

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضؓ بیان کرتے ہیں کہ:۔

"اوائل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام دونوں وقت کا کھانا مہمانوں کے ساتھ تناول فرمایا کرتے تھے.... کبھی مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کھانا کھاتے ہوئے کہتے کہ اس وقت اچار کو دل چاہتا ہے اور کسی ملازم کی طرف اشارہ کرتے۔ تو حضورؑ فوراً دسترخوان سے اُٹھ کر بیت الفکر کی کھڑکی میں سے اندر چلے جاتے اور اچار لے آتے"۔

(سیرت المہدی حصہ سوم روایت ص۷۹۹)

۳۔ مہمان منی پور آسام کی قادیان میں آمد

حضرت منشی ظفر احمد صاحب مرحوم کپور تھلوی بیان فرماتے ہیں کہ:۔

"دو شخص منی پور آسام سے قادیان آئے مہمان خانہ میں آ کر انہوں نے مہمان خانہ والوں سے
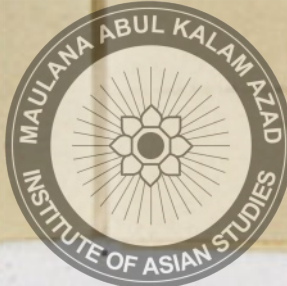
کہا کہ ہمارے بستر اتارے جائیں اور سامان رکھا جائے اور چارپائی بچھائی جائے خادمان نے کہا آپ خود اپنا سامان اتروائیں چارپائیاں بھی مل جائیں گی دونوں مہمان اس بات پر رنجیدہ ہوگئے اور فوراً یکہ پر سوار ہو کر واپس روانہ ہوگئے۔ میں نے مولوی عبدالکریم صاحب سے ذکر کیا تو مولوی صاحب فرمانے لگے جانے بھی دو ایسے جلد بازوں کو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس واقعہ کا علم ہوا تو نہایت جلدی سے ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل ہوگیا حضور ان کے پیچھے نہایت تیز قدم چل پڑے۔ چند خدام بھی ہمراہ تھے میں بھی ساتھ تھا۔ نہر کے قریب پہنچ کر ان کا یکہ مل گیا اور حضور کو آتا دیکھ کر وہ یکہ سے اتر پڑے اور حضور نے انہیں واپس چلنے کے لئے فرمایا کہ آپ کے واپس جانے کا مجھے درد پہنچا ہے۔ چنانچہ وہ واپس آئے حضور نے یکہ پر سوار ہونے کے لئے انہیں فرمایا کہ میں ساتھ چلتا ہوں مگر وہ شرمندہ ہوئے اور سوار نہ ہوئے اس کے بعد مہمان خانہ میں پہنچے حضور نے خود ان کے بستر اتارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر خدام نے اتار لئے حضور نے اسی وقت دو نواڑ کے پلنگ منگوائے

اور ان پر ان کے بستر کروا دئے ان سے پوچھا کہ آپ کیا کھائیں گے اور خود ہی فرمایا کہ اس طرف تو چاول کھائے جاتے ہیں اور رات کو دودھ کے لئے پوچھا غرض کہ ان کی تمام ضروریات اپنے سامنے پیش فرمائیں اور جب تک کھانا آیا وہیں ٹھہرے رہے اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ ایک شخص جو اتنی دور سے آتا ہے راستہ میں تکلیف اور صعوبتیں برداشت کرتا ہے۔ یہاں پہنچ کر سمجھتا ہے کہ اب میں منزل پر پہنچ گیا ہوں۔ اگر یہاں آکر بھی اس کو یہی تکلیف ہو تو یقیناً اس کی دلشکنی ہوگی ہمارے دوستوں کو اس کا خیال رکھنا چاہئے"

{سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ روایت
نمبر ۱۰۸۱ بحوالہ شمائل احمد صفحہ ۶۲ و ۶۳}

بھائیو! ان واقعات سے آپ نے اندازہ کرلیا ہوگا کہ حضور علیہ السلام کے اندر اکرام ضیف کا جذبہ کس قدر موجود تھا۔ پان ایک زائد سی چیز ہے اسے ضروریات زندگی میں شمار نہیں کیا جاسکتا لیکن حضور علیہ السلام کو جب معلوم ہوتا ہے کہ ایک مہمان پان کھانے کا عادی ہے اور ان کے پاس پان نہیں ہے تو آپ بطورِ خاص گورداسپور سے پان منگواتے ہیں۔ کسی کے لئے

موسم کے لحاظ سے شربت اور ضرورت کے لحاظ سے دودھ اور عادت کے لحاظ سے چاول کا اہتمام فرماتے ہیں۔ اور کسی دوست کی اچار کی خواہش کو پورا فرماتے ہیں۔ منی پور سے آنے والے مہمان کارکنان لنگر خانہ کے تغافل کے نتیجہ میں واپس چلے جاتے ہیں تو حضورؑ بے قرار ہو کر ان کے پیچھے جاتے اور ان کو واپس لاتے ہیں اور ان کی ضروریات کا اپنے سامنے اہتمام کرواتے ہیں۔ یہ واقعات بتاتے ہیں کہ حضورؑ کو کس قدر زیادہ پاسِ خاطر اور خیال تھا اپنے مہمان اور ملنے والوں کا۔ اسی لئے تو مخالف علماءِ قادیان کے راستوں اور ناکوں پر کھڑے ہو کر لوگوں کو روکا کرتے تھے کہ قادیان مت جاؤ وہاں ایک جادوگر بیٹھا ہے۔ اور تم اس کے جادو اور سحر کے اثر سے سلامت واپس نہ آؤ گے۔

امرِ ہشتم

حضورؑ اور ہمدردیٔ خلق

حضرات! اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے اس پہلو کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ حضورؑ کے اندر

ہمدردی مخلوق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ چنانچہ اس کا بیّنہ ثبوت تو یہ ہے کہ حضورؑ نے ہمدردی خلق کو شرائطِ بیعت میں داخل فرمایا ہے شرائطِ بیعت میں سے نویں شرط یہ ہے کہ

شرائطِ بیعت

"بیعت کنندہ سچے دِل سے عہد اس بات کا کر لیوے...... یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔"

حضورؑ کے ارشادات

بنی نوع انسان کی ہمدردی کے ضمن میں حضور اپنی حالت یوں بیان فرماتے ہیں کہ:۔

"میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میں نماز میں مصروف ہوں میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جائے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے۔ اس سے ہمدردی کروں یہ

اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کو مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جائے اگر تم کچھ بھی اس کے لئے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔ اپنے تو درکنار میں تو کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندؤں کے ساتھ بھی اخلاق کا اعلیٰ نمونہ دکھاؤ اور ان سے ہمدردی کرو لاابالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہئیے۔"

(ملفوظات حصہ اول صـ ۴۴۲)

(ب) ایک دوسرے مقام پر حضورؑ فرماتے ہیں:۔
"یاد رکھو ہمدردی تین قسم کی ہے اوّل جسمانی دوم مالی تیسری قسم ہمدردی کی دعا ہے جس میں نہ صرف زر ہوتا ہے اور نہ زور لگانا پڑتا ہے اور اس کی فیض بہت ہی وسیع ہے۔ کیونکہ جسمانی ہمدردی تو اس صورت میں انسان کرتا ہے جب کہ اس میں طاقت ہو مثلاً ایک ناتواں مجروح مسکین اگر کہیں تڑپتا ہو تو ایسے کوئی شخص جس میں نہ طاقت و توانائی نہیں کہ اس کو اٹھا کر مدد دے سکتا ہے۔ اسی طرح پر اگر کوئی بے کس اور بے سر و سامان انسان

بھوک سے پریشان ہو تو جب تک مال نہ ہو اس کی ہمدردی کیونکر ہو گی مگر دعا کے ساتھ ہمدردی ایک ایسی ہمدردی ہے کہ نہ اس کے واسطے کسی مال کی ضرورت ہے اور نہ کسی طاقت کی حاجت ہے بلکہ جب تک انسان انسان ہے وہ دوسرے کے لئے ہمدردی کر سکتا ہے اور اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہے اس ہمدردی سے انسان کام نہ لے تو سمجھو کہ وہ بہت ہی بڑا بدنصیب ہے۔"

(اخبار الحکم ۱۹ر جولائی ۱۹۰۰ء)

(۴۰) ہمدردی مخلوق کے جذبہ کا اپنے فارسی منظوم کلام میں یوں اظہار فرماتے ہیں ؎

بدیں شادم کہ غم از بہر مخلوق خدا دارم
ازیں در لذتم کز درد مے خیزد دلا آہم

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

زمن از خود نہم در کوچہ پند و نصیحت پا
کہ ہمدردی برد آنجا بجبر و زور و اکراہم

غم خلق خدا صرفہ از زبان خوردن چہ کار است
گرش صد جاں [illegible]

(براہین احمدیہ حصہ سوم ص۸۵)

یعنی میں اس بات پر خوش ہوں کہ میرے اندر مخلوق خدا قائم ہے اور جب میرے دل زار میں ان کے لئے درد اٹھتا ہے تو میں اس میں لذت پاتا ہوں۔ میری زندگی کا مقصود اور مطلوب اور تمنا خدمتِ خلق ہے اور یہی ہمارا نصب العین اور مطمح نظر ہے اس وعظ و نصیحت کے کوچہ میں تو نے از خود قدم نہیں رکھا۔ بلکہ خلقِ خدا کی ہمدردی مجھے زبردستی اس کوچہ میں کھینچ کر لائی ہے۔ صرف زبان سے مخلوقِ خدا کی ہمدردی کا اظہار کرنا کوئی کام نہیں۔ میری حالت تو یہ ہے کہ اگر اس راہ میں میں سو جان بھی قربان کردوں تب بھی معذرت ہی کروں گا کہ ابھی میں کچھ نہ کر سکا۔

بھائیو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دل بنی نوع انسان کے لئے گداز تھا۔ آپؑ نے دنیا کی بھلائی کے لئے آنسو بہائے خدا تعالےٰ کے حضور چلائے اور گڑگڑائے حضورؑ کی ہمدردی کا دامن بلا لحاظ مذہب و ملت سب کے لئے وسیع تھا حضور نے اپنے مال زبان اور قلم سے اور اپنی دعاؤں سے مخلوقِ خدا کی ہمدردی کی اگر کسی مخالف کو نصیحت کی تو وہ محبت اور پیار سے کہ تاکہ وہ خدائی غضب سے بچ جائے چنانچہ حضور فرماتے ہیں کہ ؎

خیر خواہی میں جہاں کی خوں کیا ہم نے جگر ۔۔۔ جنگ بھی تھی صلح کی نیت سے اور کیں سے فرار

نیز فرمایا ہے ؎

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قرباں ہے

(درِ ثمین)

امر نہم

حضورؑ کی غیر معمولی قوتِ قدسیہ اور مقناطیسی کشش

حضرات! انبیاء کرام کی پاک زندگیاں ایسے بے شمار واقعات سے بھری ہوئی ہیں کہ ان کے نورانی چہروں کے تیور کو دیکھ کر ہی بعض سعید روحیں ان پر ایمان لے آتی ہیں اور انہیں کسی اور دلیل کی حاجت نہیں رہتی دراصل ایک تو ان میں قیافہ شناسی کی قوت ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف ان کے نہاں خانہ دل میں سعادت جلوہ کناں ہوتی ہے ایسی ہی غیر معمولی قوتِ قدسیہ اور مقناطیسی کشش حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اندر موجود تھی۔ جس نے بے شمار دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ حضور کی شیدائی اور فدائی ہو گئے۔ مگر وقت کی رعایت رکھتے ہوئے

صرف چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

۱۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل جب پہلی مرتبہ حضرت اقدس علیہ السلام کی زیارت کے لئے قادیان آئے تو آپ نے حضور علیہ السلام کا نورانی چہرہ دیکھتے ہی انوارِ ماموریت کو بھانپ لیا اور آپ کی عقیدت میں ایسے کھوئے گئے کہ سب کچھ آپ کے ہی قدموں پر قربان اور نثار کر دیا۔"

(تاریخ احمدیت جلد چہارم ص ۱۰۹)

(۲) حضرت منشی محمد اروڑا صاحب مرحوم رض کپورتھلوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشاق کی صفِ اوّل میں سے تھے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر پر کہا کرتے تھے کہ:-

"ہم تو آپ کے منہ کے بھوکے تھے۔ بیمار بھی ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ دیکھنے سے اچھے ہو جاتے تھے"

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۷۶)

۱۶-۱۹۱۵ء کی بات ہے کہ مسٹر والٹر جو آل انڈیا ینگ مین کرسچن ایسوسی ایشن کے سیکرٹری تھے۔ جماعت احمدیہ کے متعلق اپنی ایک زیرِ تصنیف کتاب کے لئے مواد جمع کر رہے

تھے قادیان آئے اور دیگر معلومات کے علاوہ انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ میں بانی سلسلہ احمدیہ کے کسی پرانے صحابی اور عقیدت مند سے ملنا چاہتا ہوں چنانچہ مسجد مبارک قادیان میں ان کی ملاقات حضرت منشی محمد اروڑے خان صاحب مرحوم رض سے کروائی گئی جو نماز کے انتظار میں وہاں تشریف رکھتے تھے۔

مسٹر والٹر نے سوال کیا کہ:-

"آپ مرزا صاحب کو کب سے جانتے ہیں۔ اور آپ نے ان کو کس دلیل سے مانا؟ اور ان کی کس بات نے آپ پر زیادہ اثر کیا؟"

حضرت منشی صاحب نے بڑی سادگی سے فرمایا کہ

"میں حضرت صاحب کو ان کے دعویٰ سے پہلے کا ہی جانتا ہوں میں نے ایسا پاک اور نورانی انسان کوئی نہیں دیکھا۔ ان کا نور اور مقناطیسی شخصیت ہی میرے لئے ان کی سب سے بڑی دلیل تھی۔ ہم تو ان کے منہ کے بھوکے تھے"۔

حضرت منشی صاحب اتنا کہہ چکے تو یوں معلوم ہوا کہ ان کی یادوں کے نازک تاروں کو کسی نے چھیڑ دیا ہے اتنے سے الفاظ کے بعد ہچکی نے بے اختیار رونا شروع کر دیا اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ ایک بچہ اپنی مادرِ مہربان کی گود سے جدا ہونے کے

باعث بلک بلک کر رو رہا ہے۔ اب کیفیت یہ تھی کہ حضرت منشی صاحب رو رہے تھے اور مسٹر والٹر حیران و ششدر کھڑا دیکھ رہا تھا۔ مسٹر والٹر پر آپ کی اس سادہ سی بات کا اس قدر اثر ہوا کہ اس نے اپنی کتاب "احمدیہ موومنٹ" میں اس واقعہ کا خاص طور پر ذکر کیا اور لکھا کہ:-

"مرزا صاحب کو ہم غلطی خوردہ کہہ سکتے ہیں
مگر جس شخص کی صحبت نے اپنے مریدوں پر ایسا
گہرا اثر پیدا کیا ہے اسے ہم دھوکہ باز ہرگز نہیں
کہہ سکتے۔"

(احمدیہ موومنٹ مصنفہ مسٹر ایچ اے والٹر)

اب کون ہے جو حضرت منشی صاحب کی اس دلیل کو توڑ سکے کہ:-

"ہم تو ان کے منہ کے بھوکے تھے"

اور کیا کوئی علم کلام اس دلیل کو حضرت منشی صاحب کے دل سے کھرچ کر نکال سکتا تھا؟ ہرگز نہیں۔

۳۔ ایک دفعہ قادیان میں علاج وغیرہ کے سلسلہ میں ایک شخص مردان سے آیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دشمن تھا اس نے اپنی رہائش کے لئے مکان بھی محلہ احمدیہ سے باہر لیا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب وہ شخص واپس جانے

لگا تو کسی نے کہا کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ....
..... کو تو دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ اب واپسی سے قبل کم از کم ہماری مسجد ہی دیکھتے جاؤ اس نے کہا اچھا مگر مجھے ایسے وقت میں لے جاؤ جب مرزا صاحب وہاں نہ ہوں چنانچہ اس کو مسجد مبارک لے گئے جب کہ نماز کا وقت نہ تھا مگر عجیب اتفاق تھا کہ ادھر یہ شخص مسجد میں داخل ہوا ادھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کمرہ کی کھڑکی کھلی اور حضور کسی کام سے مسجد میں تشریف لائے جب اس شخص کی نظر حضور پر پڑی تو وہ حضور کا نورانی چہرہ دیکھ کر بیتاب ہو کر حضور کے قدموں پر آگرا اور اسی وقت بیعت کر لی"۔

(ملخص از تاریخ احمدیت حصہ سوم صفحہ ۵۷۷)

۴۔ ۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام لدھیانہ میں مقیم تھے اور اپنی کتاب "ازالہ اوہام" تالیف فرما رہے تھے ان دنوں ایک غیر احمدی عالم مولوی غلام نبی صاحب خوشابی کی لدھیانہ میں تقریریں ہو رہی تھیں اور لوگوں میں ان کی خوب واہ واہ تھی۔ ایک رات کا واقعہ ہے کہ جب وہ ایک محلہ میں اپنی تقریر سے فارغ ہو کر لوگوں کے ہمراہ واپس جا رہے تھے اس راستہ میں سے گذرے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قیام گاہ کے پاس سے گذرتا ہے

عجیب اتفاق ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس وقت زنانے مکان سے کسی ضرورت کے لئے مردانے مکان میں جانے کے لئے نکلے تو مولوی صاحب سے ملاقات ہوگئی حضور نے السلام علیکم کہا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ مولوی صاحب نے فوراً مصافحہ کیا اور سلام کا جواب دیا حضرت اقدس اسی حالت میں مولوی صاحب کو لے کر اپنے مردانہ مکان میں تشریف لے گئے مولوی صاحب موصوف حضور کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔ وفاتِ مسیح ناصری پر مختصر سی گفتگو ہوئی۔ مولوی صاحب اس گفتگو سے اتنے متاثر ہوئے کہ آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔ ظلمتِ دل چھٹ چکی تھی اور حق آشکار ہوگیا تھا۔ ادب سے عرض کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث من ادرک منکم عیسی ابن مریم فلیقرأ منی السلام (جو تم میں سے عیسی ابن مریم کو ملے ان کو میرا سلام پہنچائے) کی تعمیل میں میں حضور کو سلام کہتا ہوں حضور نے اس وقت ایک عجیب روحانی حالت میں مولوی صاحب کو دیکھا اور "وعلیکم السلام" فرمایا۔

حاضرین جلسہ باہر مولوی صاحب کے انتظار میں تھے اور مختلف منہ اتنی باتیں کوئی کہتا کہ مولوی صاحب بڑے عالم

ہیں انہوں نے مرزا صاحب کو یوں جواب دیا ہوگا اور اب تو وہ مرزا صاحب کو قائل اور تائب کر کے ہی نکلیں گے کوئی کہتا نہیں نہیں حضرت مرزا صاحب بڑے جادوگر ہیں انہوں نے مولوی صاحب پر بھی اپنا اثر ڈال لیا ہوگا۔ جب کافی دیر ہوگئی اور باہر سے لوگوں نے زیادہ شور کیا تو مولوی صاحب نے اندر سے لوگوں کو کہا:—

"میں نے حق دیکھ لیا ہے اب تم لوگ جاؤ"

اس پر کافی ہنگامہ و شور ہوا اور لوگ مایوسی و نامرادی کی حالت میں وہاں سے منتشر ہوگئے۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوتِ قدسیہ اور مقناطیسی کشش نے مولوی غلام نبی صاحب خوشابی کی قلبی کیفیت کو بدل کر ان کو حق کی طرف کھینچ لیا۔ چند منٹ قبل آپ کا مخالف اور لوگوں کا محبوب مقرر حضور اقدس کی صحبت میں چند منٹ رہنے کے بعد حضور کا مصدق اور غلام بن گیا

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد

(ملخص از حیاتِ طیبہ صفحہ ۱۱۵ تا صفحہ ۱۱۹)

بھائیو! جن لوگوں کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے مطالعہ کا موقعہ ملا ہے انہوں نے حضور کی

اس روحانی قوت اور مقناطیسی کشش کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ:۔

۱۔ امرتسر کے ایک غیر احمدی اخبار "وکیل" کے ایڈیٹر نے آپ کے وصال پر جو شذرہ لکھا اس میں رقمطراز ہے کہ:۔

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ قیامت ہو کر خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا..... دُنیا سے اُٹھ گیا.... ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے"۔

(۲) اسی طرح لاہور کے مشہور غیر احمدی رسالہ "تہذیب النسواں" کے ایڈیٹر صاحب نے لکھا:۔

"مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دل کو تسخیر کر لیتی تھی۔ وہ نہایت

باخبر عالم، بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے..... ان کی ہدایت اور راہنمائی مردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی تھی"۔

۳۔ مسٹر والٹر ایم اے جن کا ذکر میں پہلے کر آیا ہوں وہ اپنی انگریزی کتاب "احمدیہ موومنٹ" میں لکھتے ہیں:۔

"یہ بات ہر طرح سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب اپنی عادات میں سادہ اور فیاضانہ جذبہ رکھنے والے تھے ان کی اخلاقی جرأت جو انہوں نے اپنے مخالفین کی طرف سے شدید مخالفت اور ایذاء رسانی کے مقابلہ میں دکھائی یقیناً قابلِ تحسین ہے۔ صرف ایک مقناطیسی جذبہ اور دلکش اخلاق رکھنے والا شخص ہی ایسے لوگوں کی دوستی اور وفاداری حاصل کر سکتا ہے جن میں سے کم از کم دو نے افغانستان میں اپنے عقائد کے لئے جان دے دی مگر مرزا صاحب کا دامن نہ چھوڑا میں نے بعض پُرانے احمدیوں سے ان کے احمدی ہونے کی وجہ دریافت کی تو اکثر نے سب سے بڑی وجہ مرزا صاحب کے ذاتی اثر اور جذب اور مقناطیسی کشش کو پیش کیا"۔ (ترجمہ از احمدیہ موومنٹ)

امرِ دہم

سلسلہ احمدیہ کی ترقی کی بشارات

حضرات! اب میں اپنی تقریر کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے اس اہم پہلو کو بیان کرنا چاہتا ہوں کہ حضور نے اپنے خداداد مشن پر پورا اعتماد اور یقین رکھتے ہوئے جماعت کو ہمیشہ ہی اپنے سلسلہ کی ترقی کی خدائی بشارتیں سنائیں۔ آپ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے دیئے گئے علم کی وجہ سے یقینِ کامل تھا کہ آپؑ کے مخالف ناکام و نامراد رہیں گے اور حاسد شرمندہ ہوں گے اور آپ اپنے جلیل القدر مقاصد میں کامیاب و کامران اور مظفر و منصور ہوں گے چنانچہ حضور کے دعویٰ کے بعد ہر آنے والا دن باوجود مخالفین کی انتہائی مخالفت کے اپنے ہمراہ سلسلہ کے لیے ترقیات اور کامیابیوں کا تحفہ لاتا رہا اور ان انعاماتِ الٰہیہ کے نتیجہ میں مصدقین و مخلصینِ سلسلہ کے ایمان ہمیشہ تازہ ہوتے اور بڑھتے رہے۔ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے جماعتِ احمدیہ کو آج ایک بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے

مختلف ممالک میں تبلیغی مشن قائم ہیں اور اشاعتِ اسلام اور قرآن کا کام ہو رہا ہے اور ہم بڑے فخر کے ساتھ یہ بات کہتے ہیں کہ جماعتِ احمدیہ وہ جماعت ہے جس پر آج دنیا میں سورج غروب نہیں ہوتا کیونکہ ہم ہر ایک ملک میں پائے جاتے ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ حضورؑ اپنی کامیابی اور سلسلہ کی ترقی کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

(الف) "میری روح میں وہی سچائی ہے جو ابراہیم علیہ السلام کو دی گئی تھی مجھے خدا سے ابراہیمی نسبت ہے۔ کوئی میرے بھید کو نہیں جانتا مگر میرا خدا۔ مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔ میں وہ پودہ نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں اگر ان کے پہلے اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مردے تمام جمع ہو جائیں اور میرے مارنے کے لئے دعائیں کریں تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل پر بنا کر ان کے منہ پر مارے گا۔ دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور مچا

ہے اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کاروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے۔ بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو۔ وہ تمام مکر و فریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں وہ سب کرو۔ اور کوئی تدبیر اُٹھا نہ رکھو۔ ناخنوں تک زور لگاؤ اتنی بد دعائیں کرو کہ موت تک پہنچ جاؤ پھر دیکھو کہ کیا بگاڑ سکتے ہو۔ خدا کے آسمانی نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں مگر بدقسمت انسان دور سے اعتراض کرتے ہیں جن دلوں پر مہریں ہیں ان کا ہم کیا علاج کریں۔ اے خدا تو اس اُمت پر رحم کر۔"

(ضمیمہ اربعین ۳،۴ ص)

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخِ مثمرم

(ازالۂ اوہام)

(ب) نیز حضورؑ فرماتے ہیں:-

"خدا نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ

وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین پر پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اپنے دلائل اور نشانوں کی رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء

آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے
اُٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے
گا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ
"میں تجھے برکت پر برکت دوں گا
یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں
سے برکت ڈھونڈیں گے"۔
سو اے سُننے والو ان باتوں کو یاد رکھو
اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں
میں محفوظ رکھو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک
دن پورا ہوگا۔"

(تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ ۲۱)

پس مبارک ہے وہ شخص جو اس مامورِ ربانی اور
مرسلِ یزدانی کی سیرت اور تعلیمات پر غور و فکر کر کے
ان کو شناخت کرتا ہے اور ان پر ایمان لانے کی سعادت
حاصل کر کے خدا تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنتا ہے۔ اب

میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان اشعار پر ہی اپنی تقریر
کو ختم کرتا ہوں حضور فرماتے ہیں ؎

اِسْمَعُوا صَوْتَ السَّمَاءِ جَاءَ الْمَسِيحُ جَاءَ الْمَسِيحُ
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار
آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار
اِک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

(درثمین)

مُناجات اور تبلیغ حق

کلام منظوم حضرۃ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار   اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار
کسطرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس   وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

بدگمانوں سے بچایا مجھ کو خود بن کر گواہ
کر دیا دشمن کو اِک حملہ سے مغلوب اور خوار

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا   مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار
تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے میرے کریم   کس عمل پر مجھ کو دی ہے خلعتِ قرب و جوار
کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں   ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمتگزار

دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے   پر نہ چھوڑا ساتھ تو نے اے مرے حاجت برار
اے مرے یارِ یگانہ اے مری جاں کی پناہ   بس ہے تو میرے لئے مجھکو نہیں تجھ بن بکار
میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف   پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار
اے فدا ہو تیری رہ میں میرا جسم و جان و دل   میں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار
ابتداء سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے   گود میں تیری رہا میں مثلِ طفلِ شیر خوار
نسلِ انساں میں نہیں دیکھی وفا جو تجھ میں ہے   تیرے بن دیکھا نہیں کوئی بھی یارِ غمگسار

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول   میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار
استقدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم   جنکا مشکل ہے کہ تا روزِ قیامت ہو شمار
آسماں میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ   چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار
تو نے طاعوں کو بھی بھیجا میری نصرت کیلئے   تا وہ پورے ہوں نشاں جو ہیں سچائی کا مدار
ہو گئے بیکار سب حیلے جب آئی وہ بلا   ساری تدبیروں کا خاکہ اڑ گیا مثلِ غبار
سرزمینِ ہند میں ایسی ہے شہرت مجھ کو دی   جیسے ہووے برق کا اک دم میں ہر جا انتشار

پھر دوبارہ ہے اُتارا تُو نے آدم کو یہاں
تا وہ نخلِ راستی اس ملک میں لاوے ثمار

لوگ سو بک بک کریں پر تیرے مقصد اور ہیں   تیری باتوں کے فرشتے بھی نہیں ہیں رازدار
ہاتھ میں تیرے ہے ہر خسران و نفع و عسر و یسر   تو ہی کرتا ہے کسی کو بے نوا یا بختیار
جس کو چاہے تختِ شاہی پر بٹھا دیتا ہے تو   جسکو چاہے تخت سے نیچے گرا دے کر کے خوار

میں بھی ہوں تیرے نشانوں سے جہاں میں اک نشاں
جس کو تو نے کر دیا ہے قوم و دیں کا افتخار

(براہینِ احمدیہ حصّہ پنجم ص۹۷)

فضائلِ قرآنِ مجید

کلام منظوم حضرۃ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اسکی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاکِ رحماں

بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں

کلامِ پاکِ یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعلِ بدخشاں

خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں

ملائک جسکی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی
سخن میں اسکے ہمتائی کہاں مقدورِ انساں

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اس پہ آساں

ارے لوگو کرو کچھ پاس شانِ کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں

خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب و بہتاں

اگر اقرار ہے تم کو خدا کی ذاتِ واحد کا
تو پھر کیوں اسقدر دل میں تمہارے شرک پنہاں

یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوفِ یزداں

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قرباں ہے

(براہین احمدیہ حصہ سوم ص۱۸۲)

فضل شمس پرنٹنگ پریس تاپان